امام دارالہجرۃ مالک بن انس اور ان کے شیخ نافع بن ابی نعیم رحمہا اللہ:

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر سے مشرق کی طرف تقریباً 10 میٹر کی دوری پر فقہ کے ائمہ اربعہ میں سے ایک امام حضرت مالک بن انس اور انکے ساتھ ہی انکے شیخ حضرت نافع بن ابی نعیم رحمہا اللہ کی قبریں ہیں۔

حضرت عثمان بن مظعون اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مشرقی سمت تقریباً 20 میٹر کی دوری پر حضرت عثمان بن مظعون، آنحضرت ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد، اور حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبور بیان کی جاتی ہیں۔

شہدائے حرہ:

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر سے تقریباً 75 میٹر دور مشرقی سمت میں واقعہ حرہ میں شہید ہونے والوں کی قبریں ہیں، انکی قبروں کے گرد تقریباً ایک مٹر بلند چاردیواری بھی بنی ہوئی ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثالث):

شہداء حرہ کی قبروں سے شمال مشرق کی طرف تقریباً 135 میٹر دور سطح زمین سے نسبتاً بلند جگہ پر خلیفہ ثالث شہید مظلوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے، اس جگہ جنت البقیع کے اندر بنے ہوئے فٹ پاتھوں کا ایک قسم کا چوک بن جاتا ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر سے شمال کی جانب تقریباً 50 میٹر کے فاصلے پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر بیان کی جاتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما:

یہ قبریں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے شمال مشرق کی طرف ہیں، یہ پہلے اصل بقیع سے باہر تھیں سنہ 1385 ہجری میں مکمل ہوئی سعودی توسیع کے بعد یہ بقیع کے اندر آ گئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں رضی اللہ عنہن:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی قبریں بقیع کے مرکزی دروازے میں داخل ہوتے ہی بائیں جانب دیوار کے ساتھ ساتھ جاتے ہوئی تقریباً 40 میٹر کی دوری پر ہیں، یہ بالکل چاردیواری کے ساتھ واقع ہیں۔

عنصر صابری

۲۲/رجب کے کونڈے

دنیا میں رائج تقویم ماسوائے اسلامی سن وسال کا حساب شمسی گردش سے ہوتا ہے۔ اسلامی تقویم کا آغاز قمر سے ہوتا ہے۔ یعنی یہ نظامِ فطرت کے عین مطابق ہے۔ جب چاند نئے سرے سے مانند ہلال طلوع ہوتا ہے تو اسلامی مہینہ کا آغاز ہوتا ہے۔ قمری تقویم کے لحاظ سے رجب ساتواں مہینہ ہے۔ رجب اس باڑ کو کہتے ہیں جو خُرما کے پھل کو محفوظ رکھنے کے لیے لگائی جاتی ہے۔ نیز رجب چونکہ رجیب سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ تعلیم کے ہیں۔ عرب اس مہینہ کی تعظیم کرتے ہوئے اسے اللہ کا مہینہ کہتے تھے۔ اس مہینہ میں وہ عمرہ جو چھوٹا حج ہے ادا کرتے تھے، اس لیے اس ماہ کا نام رجب رکھا گیا۔ اس ماہ میں رزق کو پاکیزہ کرنے کے لیے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ تاکہ مساکین اور ابن السبیل کے حقوق ادا کر دیے جائیں۔ عام عقیدہ کے مطابق ۱۵/شعبان کی رات شبِ براءت کو اللہ تبارک وتعالیٰ رزق کی تقسیم فرماتے ہیں۔ اس سے قبل ہی مسلمان اپنے پاکیزہ رزق کی طلب کے لیے رجب میں اپنے مال کا وہ حصہ جس کو دوسروں کو مستحق سمجھتے ہیں اُنہیں ادا کر دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری اُمّت کا مہینہ ہے۔

دورِ جاہلیّت میں عرب یہ مہینہ آتے ہی اپنے ہتھیار بے کار کر دیتے، انہیں اٹھا رکھتے، راستے محفوظ ہو جاتے۔ مسافر امن میں رہتے۔ کسی کو کسی کا کھٹکا نہ رہتا۔ اس ماہ میں نیکیاں دوگنی ہو جاتی ہیں۔ اس مہینہ کی فضیلت دیگر مہینوں پر ایسی ہے جیسی قرآن حکیم کی دوسری الہامی کتابوں پر۔ شعبان کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دیگر انبیا علیہم السلام پر۔ اور رمضان کی تمام مہینوں پر ایسی فضیلت ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام مخلوق پر۔ رجب کی ستائیسویں رات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا شرف عطا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء سابقین کی امامت کرائی اور ملائکہ و مقربین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ یہ رجب کو شرف حاصل ہے کہ ملائکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی شب مالکِ حقیقی کے جلووں سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا، جس کا ایک جلوہ دیکھنے کی تاب نہ لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔

موسیٰ زہوش رفت بہ یک جلوۂ جمال
تو عین ذات می نگری در تبسّمی

زائد بن عمران رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب رجب کا چاند دیکھتے تو دستِ مبارک اٹھا کر یہ دعا فرماتے:

''اے اللہ ہم کو رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔''

اسی ماہ رجب کی بائیسویں تاریخ کو دنیائے اسلام کے اس ضیغم کا وصال ہوا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمدِ خاص ہونے کی وجہ سے کاتبِ وحی تھے۔ پادشاہانِ وقت کے نام لکھے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے ہمیشہ کے لیے زندہ جاوید ہوگئے۔ ان کی سیاہی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ معتمدِ خاص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ۲۲/رجب ۶۰ھ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ابدی نیند میں محوِ استراحت ہوئے جن کو تاجدارِ مدینہ، فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہادی اور مہدی کے القابات سے نوازا تھا۔

امیر المؤمنین، خال المسلمین، امام المتقین، عصائے اسلام حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے ۲۲/رجب ۶۰ھ کو اسلام کی بے بہا خدمت کے بعد وفات پائی۔ روافض جس طرح امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشی میں اُن کے مجوسی قاتل ابولؤلؤ فیروز کو بابا شجاع کہہ کر عید مناتے ہیں۔ اسی طرح وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رحلت کی خوشی میں ۲۲/رجب کو یہ کونڈے کی تقریب مناتے ہیں لیکن پردہ پوشی کے لیے ایک روایت گھڑ کر حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کردی ہے تاکہ راز فاش بھی نہ ہو اور دشمنانِ معاویہ رضی اللہ عنہ چپکے سے ایک دوسرے کے ہاں بیٹھ کر شیرینی بھی کھالیں اور اپنے لیے تسکینِ قلب بھی حاصل کریں۔ اور اپنی خوشی ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ ان کی تقیہ سازی اور پُر فریب طریقے سے اس نیاز کی دعوت میں سادہ لوح، توہّم پرست، ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی اپنی لاعلمی کی وجہ سے شریک ہوجاتے ہیں۔

رجب کے کُونڈے مُعانِدینِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایجاد ہیں۔ ان کا آغاز شمالی ہند کے علاقہ اودھ سے ہوا۔ لکھنؤ اور رام پور کے نوابوں نے رفض کو پروان چڑھانے کے لیے جہاں دوسری قسم کی بدعات کو عام کیا اُن کے ساتھ ۲۲/رجب کے کونڈوں کی بدعت کو عام کرنے میں خاص حصہ لیا۔ ملاحظہ فرمایئے حکیم عبدالغفور صاحب آنولوی ثم بریلوی اپنے مضمون ''رجب کے کُونڈے'' میں لکھتے ہیں:

''کونڈوں کی رسم بالکل جدید ہے اور اس کی شانِ نزول یہ ہے:

نواب حامد علی خاں والی رام پور اپنی کسی منظورِ نظر رنڈی سے ناراض ہوئے اور عتابِ شاہی کا صدور ہوا۔ اس چالاک کسبی نے نواب صاحب کے مذہبی عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیعی امام جعفر صادق کے نام سے ایک تراشیدہ افسانہ کے مطابق نواب صاحب کی رضا حاصل کرنے کے لیے ۲۲/رجب کو کونڈے کیے......

یہ افسانہ اس داشتہ نواب کا اپنا تراشا ہوا نہیں، اس نے تو لکڑ ہارے کی اس داستانِ عجیب کے اتباع میں کونڈے کیے تھے۔ دراصل یہ داستان امیر مینائی مرحوم لکھنوی شاعر کے فرزند خورشید احمد مینائی نے اسی زمانے میں طبع کرا کے اہلِ رام پور میں تقسیم کرادی تھی۔'' (رسالہ صحیفہ اہل حدیث کراچی، ۱۴/اگست ۱۹۶۰ء)

کونڈے کی نیاز کے بارے میں حضرت پیر جماعت علی شاہ محدثؒ علی پور ضلع سیالکوٹ کے ایک مرید مصطفیٰ علی خان نے اپنے کتابچہ ''جواہرالمناقب'' کے حاشیے پر حامد حسن قادری مرحوم کا یہ بیان درج کیا ہے کہ:

''احقر حامد حسن قادری کو اس داستانِ عجیب لکڑہارے کی کہانی کی اشاعت اور ۲۲ر رجب والی پوریوں کی نیاز کے متعلق یہ علم ہے کہ یہ کہانی اور نیاز سب سے پہلے ۱۹۰۶ء میں ریاست رام پوری (یو پی) میں حضرت امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے نکلی ہے۔ میں اس زمانے میں امیر مینائی صاحب کے مکان کے متصل رہتا تھا اور اُن کے خاندان اور ہمارے خاندان میں تعلقات تھے۔''......الخ

درج بالا بیان سے ظاہر ہے کہ رام پور اور روہیل کھنڈ میں اس رسم کا آغاز لکھنوی خاندان ہی کی بدولت ہوا۔

مولوی مظہر علی سندیلوی نے اپنے روزنامچہ میں ۱۹۱۱ء کی ایک نادر یادداشت لکھتے ہیں:

''۱۹۱۱ء آج مجھے ایک نئی رسم دریافت ہوئی جو میرے اور میرے گھر والوں میں رائج ہوئی۔ جو اس سے پہلے میری جماعت میں نہیں آئی تھی، وہ یہ ہے کہ:

''۲۱ر رجب کو بوقت شام میدہ، شکر اور گھی دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادقؒ کا فاتحہ ہوتا ہے اور ۲۲ر رجب کی صبح کو عزیز وا قارب کو بُلا کر کھلائی جاتی ہیں۔ یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔ جہاں تک مجھے علم ہوا ہے اس کا رواج ہر ایک مقام پر ہوتا ہے۔ میری یاد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی سماعت میں نہیں آیا۔ یہ فاتحہ اب ہر ایک گھر میں نہایت عقیدت مندی کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور یہ رسم برابر بڑھتی جارہی ہے۔''

مناظرِ اسلام مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے اپنے رسالہ ''النجم لکھنؤ'' اشاعت جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ء میں لکھا:

''ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یوماً فیوماً بڑھتا جارہا ہے۔ یہ بدعت کونڈوں کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق ایک فتویٰ بھی بصورتِ اشتہار تین سال سے لکھنؤ میں شائع کیا جارہا ہے۔''

اِسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمسی کا قول ہے کہ:

''لکھنؤ کے شیعہ میں ۲۲ر رجب کے کونڈوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا۔'' (رسالہ: النجم لکھنؤ)

مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہے کہ نصف صدی پیشتر کونڈوں کی رسم لکھنؤ سے شروع ہوئی۔ اس کا نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے ثبوت ملتا ہے نہ یہ صحابہ کرام اور ائمہ اسلام سے منقول ہے۔ ۲۲ر رجب جو وفاتِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دن ہے، اس دن تقیہ کی آڑ میں شیعہ خوشی مناتے ہیں۔ کھٹملوں کی طرح یہ رسم بڑھ رہی ہے۔ اب لگے ہاتھوں یہ داستان بھی ملاحظہ فرمالیجیے:

داستان:

یہ ایک لکڑ ہارے کی منظوم کہانی ہے جو پچاس سال پیشتر سلطان حسین تاجر کتب بھنڈی بازار بمبئی نے ''نیاز نامہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ'' کے عنوان سے طبع کرائی تھی۔ اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مدینہ منورہ کا ایک لکڑ ہارا قسمت کا مارا روزی کمانے کسی دوسرے ملک کو چلا گیا۔ اس کی بیوی نے مدینہ منورہ کے وزیر اعظم کے یہاں جھاڑو دینے کی نوکری کر لی۔ ایک دن جب وہ صحن خانہ میں جھاڑو دے رہی تھی تو امام جعفر صادق اس راہ سے یہ فرماتے گزرے:

''کوئی شخص کیسی ہی مشکل اور حاجت رکھتا ہو آج ۲۲ر رجب کو پوریاں پکا کر دو کونڈوں میں بھر کر ہمارے نام سے فاتحہ دلادے تو مراد اس کی پوری ہو۔ اگر نہ ہو تو حشر کے روز اس کا ہاتھ اور ہمارا دامن۔''

یہ سنتے ہی لکڑ ہارن نے اپنے دل میں منّت مانی کہ میرا شوہر جسے گئے ہوئے ۱۲ سال گزر گئے تھے جیتا جاگتا کچھ کمائی کے ساتھ واپس آئے جائے تو میں امام کے نام کونڈے کروں گی۔ جس وقت وہ منّت کی نیت کر رہی تھی عین اسی وقت اس کے خاوند نے دوسرے ملک کے جنگل میں جب سوکھی جھاڑی پر کلہاڑی چلائی تو کسی سخت چیز پر لگ کر گری۔ اس نے وہاں کی زمین کھودی تو اسے ایک دفینہ ملا۔ وہ یہ خزانہ لے کر مدینہ آیا۔ اس نے ایک عالی شان حویلی بنوائی اور ٹھاٹھ سے رہنے لگا۔ جب لکڑ ہارن نے اپنی مالکہ وزیر اعظم کی بیوی سے یہ حال بیان کیا تو اس نے کونڈوں کے اثر سے خزانہ ملنے کو جھوٹ سمجھا۔ چنانچہ اس بدعقیدگی کی پاداش میں اسی دن وزیر اعظم پر عتاب شاہی نازل ہوا اور اس کا مال و دولت ضبط کر کے شہر بدر کر دیا گیا۔

جنگل کو جاتے ہوئے وزیر نے بیوی سے پیسے لے کر خربوزہ خریدا اور رومال میں باندھ کر ساتھ لے چلے۔ راستے میں شاہی پولیس نے انہیں شہزادے کے قتل کے شبہ میں گرفتار کر لیا۔ جب بادشاہ کے سامنے رومال کھولا گیا تو خربوزے کی جگہ شہزادے کے خون سے لتھڑا ہوا سر نکلا۔ بادشاہ نے غضب ناک ہو کر حکم دیا کہ کل صبح سویرے اس کو پھانسی دی جائے۔ رات کو قید خانہ میں یہ دونوں میاں بیوی دل میں سوچ رہے تھے کہ ہم سے ایسی کیا خطا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے اس حال کو پہنچے۔ یکا یک وزیر کی بیوی کو خیال آیا کہ میں امام کے کونڈے کرنے سے انکار کر بیٹھی تھی۔ اس نے اسی وقت توبہ کی اور مصیبت سے نجات ملنے پر کونڈے بھرنے کی منّت مانی۔

اس کا منّت ماننا تھا کہ حالات کا رنگ پلٹا۔ گم شدہ شہزادہ صبح کو صحیح سلامت واپس آ گیا۔ ان دونوں کو قید سے رہائی ملی۔ وہ واپس مدینے آئے۔ بادشاہ نے وزیر کو دوبارہ وزاتِ عظمیٰ پر بحال کر دیا۔ اور اس کی بیوی نے بڑی دھوم دھام سے امام کے کونڈے بھر کے اپنی منّت پوری کی......''

یہ لغو کہانی خود ظاہر کرتی ہے کہ اس کا گھڑنے والا کوئی لکھنؤ کا جاہل ہے جسے اتنا بھی علم نہیں کہ مدینہ منورہ میں

تاریخ قبل از اسلام سے لے کرتا ہنوز نہ کبھی کوئی بادشاہ ہوا ہے اور نہ اس کا وزیر اعظم۔ عربوں میں میدے کی پوریاں گھی میں پکا کر کونڈوں میں بھرنے کا اور فاتحہ دلانے کا رواج آج تک نہیں ہوا نہ ہی کونڈے کا برتن وہاں استعمال ہوتا ہے۔ البتہ وہ خلافِ شریعت عمل کرنے والوں کا کونڈا ضرور کر دیتے ہیں۔ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی عمر میں نہ شام میں اموی دور اور نہ ہی بغداد میں عباسی دور میں وزارت کا کوئی عہدہ قائم ہوا۔ نہ ہی کسی لکڑ ہارے کا قصہ کسی عربی قصہ کہانی میں موجود ہے۔ یہ کہانی ہندی مافوق الفطرت کہانیوں کے اثر سے ترتیب دی گئی ہے۔ دوسرے دن وہ خربوزہ کا سر جو شہزادہ کا سر بنا تھا اور اس سے خون بھی ٹپک رہا تھا وہ کہاں غائب ہو گیا؟ رام لچھمن کے دیس کے خالص ہندو معاشرے میں رہنے والے عوام بھی ہندو دیو مالاؤں کے من گھڑت قصے سُن سُن کر عجائب پرست بن گئے تھے۔ لکھنؤ کے داستان گویوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے نوابوں کی سرپرستی میں طلسم ہوش ربا، فسانۂ عجائب جیسی فضول اور طویل داستانیں گھڑ کر ہندو دیو مالاؤں کو بھی مات کر دیا۔ متذکرہ بالا کہانی بھی اسی قبیل کی ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

کونڈوں کی اس رسم سے اندازہ فرمالیجیے کہ ابنِ سبا کی روحانی اولاد نے اپنے مخالف کا دن منانے کے لیے کیا کیا حیلے بہانے اور عیّاری سے کتنے جتن کیے ہیں ان سے توقع کرنا کہ یہ سچ کہیں گے ناممکن ہے کیونکہ ان کو جھوٹ بولنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔

مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

آپ ختم المرسلین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ نسبتی، کاتبِ وحی و کاتبِ خطوط ہیں۔ بارگاہِ رسالت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی اور مہدی کے خطابات عطا ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعا فرمائی:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِياً مَّهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ. (جامع ترمذی، جلد: دوم)

اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا، تاکہ اس کے ذریعے لوگ ہدایت پائیں۔

اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَ الْحِسَابَ وَ قِهِ الْعَذَابَ. (مُسند امام احمد)

اے اللہ! اسے قرآن کا علم اور حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔

- **سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:** ''تم قیصر و کسریٰ اور اُن کے علم و دانش کی تعریف کرتے ہو حالانکہ اُن سے عظیم تم میں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔''
- **سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:** ''اے لوگو! تم معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند مت کرو کیونکہ تم نے انہیں کھو دیا تو دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جس طرح حنظل کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔'' (البدایہ والنہایہ)